Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

عشق زادہ

حنا بشریٰ

اُس جن کا قصہ' جو ایک آدم زادی سے عشق کا مرتکب ہو گیا تھا

آج اپیا بہت عرصے بعد پرسکون نیند سوئی تھیں۔ کتنی تکلیف دہ آزمائش سے ان کو گزرنا پڑا تھا۔ آزمائش تو نظام کائنات کا دستور ہے۔ جو انسان بھی اس دنیا میں آیا ہے اس کو آزمائش کی بھٹی سے گزرنا ہی ہے۔ ویسے بھی قرآن کریم میں واضح انداز میں فرمایا گیا ہے کہ ''میں تمہیں جان، مال، رزق اور خوف سے آزماؤں گا۔'' اور صرف صابرین کو کامیابی کی بشارت دی گئی ہے۔ آج اپیا کی تکلیف کا جہاں انجام ہوا وہاں عبدالرحمٰن کی تکلیف کا آغاز ہو گیا۔

ہمارے بابا جان مولوی جلیل مسجد کے امام تھے۔ بہت سے علوم پر دسترس حاصل تھی۔ لوگ دور دراز سے اپنے بچوں کو تعلیم کیلئے ان کے پاس چھوڑ جایا کرتے تھے۔ کچھ طالبعلم دن رات بابا جان کے پاس ہی رہتے، یہ مسجد ہی ان کا مستقل ٹھکانہ ہوتی۔ حجرے سے کسی نوجوان کی آواز آ رہی تھی، میں نے مکمل رازداری سے پردے سے جھانکا 18 سالہ انتہائی خوش شکل نوجوان بابا جان کے قدموں کے پاس بیٹھا تھا۔

''مولوی صاحب مجھے اپنی شاگردی میں لے لیں۔ میں آپ کو کسی شکایت کا موقع نہیں دوں گا!''

وہ انتہائی عاجزی سے بولا۔

''اپنے بڑوں سے اجازت لے کر آئے ہو؟''

بابا جان گہرے پرسوچ انداز میں بولے۔

''جی بالکل ان ہی کی اجازت سے آیا ہوں۔ ان ہی کا حکم ہے کہ آپ سے تعلیم حاصل کروں!''

وہ منت بھرے انداز میں بولا۔

''زینب حلوہ تیار کرواؤ نئے شاگرد کیلئے۔'' بابا جان نے حجرے سے آواز لگائی۔

اپیا حلوہ تیار کر رہی تھیں۔ میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔

''اپیا نیا شاگرد اس قدر خوبصورت ہے کہ کیا بتاؤں۔ اس کی آنکھیں اتنی سیاہ اور چمکدار ہیں کہ کوئی شخص زیادہ دیر تک اس کی طرف دیکھ ہی نہیں سکتا۔ اتنا خوش شکل نوجوان میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اپیا آپ اسے دیکھ لیں نا تو بے ہوش ہو کر گر جائیں!'' میں نے تفصیل سے انہیں ہر بات بتائی۔

''تم تو ہر شاگرد کے بارے میں ایسا ہی کہتی ہو اور میرا ابھی بے ہوش ہونے کا کوئی ارادہ نہیں ہے

کیوں کہ میں نے حلوہ تیار کر کے اندر بھجوانا ہے۔'' وہ مسکراتی ہوئی بولیں۔

''زینب یہ اندر لے جاؤ!'' انہوں نے حلوے کی پلیٹ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ میں پلیٹ سے تھوڑا سا حلوہ کھانے لگی تھی کہ اپیا نے گرم گرم چمچ میرے ہاتھ پر مارا۔

''منع کیا ہے بابا جان نے کہ شاگرد سے پہلے اس میں سے کوئی نہ کھایا کرے!'' اپیا نے غصے سے میری طرف دیکھا۔

''اپیا کیا ہوا اگر ایک لقمہ لے لیتی تو میرے مبارک ہاتھوں سے حلوہ اور بابرکت ہو جاتا، حلوے کو دیکھ کر میرے منہ پانی آ رہا تھا!'' میں نے چڑتے ہوئے جواب دیا۔ میں حلوہ لے کر اندر گئی ایک نظر چپکے سے عبدالرحمٰن پر ڈالی وہ باادب طریقے سے نظر جھکائے بیٹھا تھا۔ وہ بے حد حسین تھا۔ میں حلوہ دے کر آ گئی مگر پردے سے جھانک کر ان کی باتیں سننے لگی، بابا جان نے تلاوت شروع کی۔

''ارے یہ کیا؟'' مجھے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ بابا جان تو ہمیشہ سورۃ مدثر یا مزمل کی تلاوت کرتے تھے مگر آج وہ سورۃ جن کی تلاوت کر رہے تھے۔ تلاوت مکمل ہوئی تو وہ اسے نصیحتیں کرنے لگے۔

''عبدالرحمٰن زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولو گے۔ شیطان کے مکر و فریب سے بچو گے اور یاد رکھنا میں کسی قسم کی سرکشی برداشت نہیں کروں گا!'' بابا جان سنجیدگی سے بولے۔

''میں پوری کوشش کروں گا!'' وہ سعادت مندی سے بولا۔ بابا جان نے اس کو اپنے ہاتھ سے حلوہ کھلایا اور پلیٹ اسے تھما دی۔

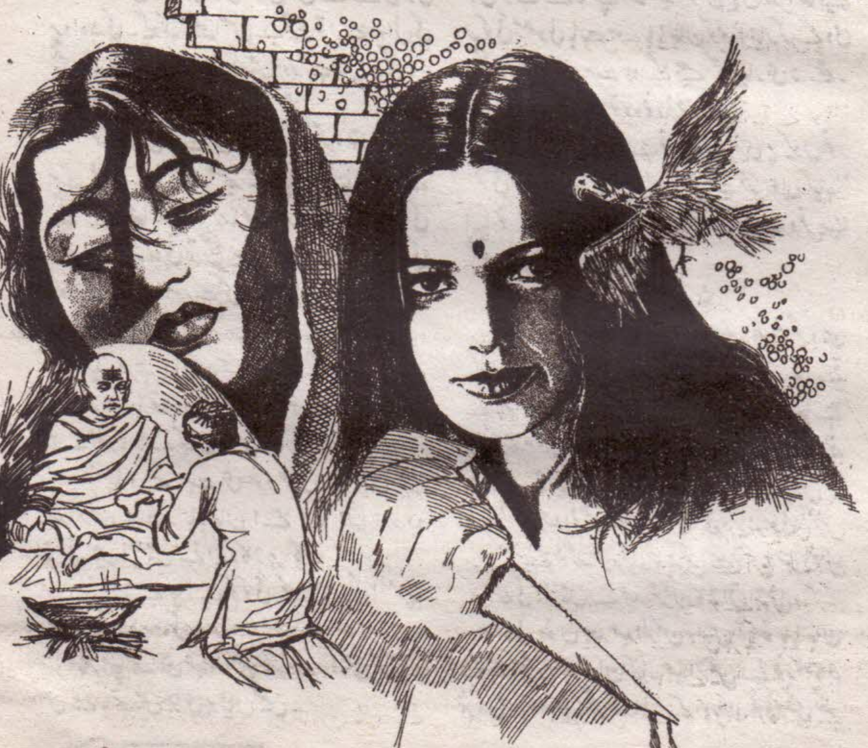

''پیٹو نہ ہو تو ذرا سا بھی نہیں بچایا!'' میں نے امی اپیا کے سامنے بھڑاس نکالی۔

''اوہو کیوں بے چارے کے نوالے گن رہی ہو۔ پتا نہیں کتنی دور سے آیا ہوگا اور کتنا بھوکا ہوگا!'' امی نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

☆......☆

''بابا جان ایک بات پوچھوں!'' بابا جان آئے تو میں نے بے صبری سے پوچھا۔

''ہاں پوچھو!'' بابا جان بیٹھتے ہوئے بولے۔

''بابا جان! جب بھی نیا شاگرد آتا ہے آپ سورۃ مزمل یا سورۃ مدثر کی تلاوت کرتے ہیں مگر آج آپ نے سورۃ جن کی تلاوت کیوں کی؟'' میں تجسس سے بولی۔

''بہت بدتمیز ہو تم خبردار آئندہ کبھی یوں اندر جھانکا!'' بابا جان اچھے خاصے غصے میں آ گئے۔

مگر میں نے ہمیشہ کی طرح ان کے غصے کی کوئی پرواہ نہ کی۔ کیونکہ مجھے اصل بے چینی تو اپنے سوال کی تھی جس کا جواب نہ ملنے پر میں اور بے چین ہو گئی۔

☆......☆

عبدالرحمٰن بہت ہی تابعدار شاگرد تھا۔ ہر کام بہت پھرتی سے کرتا۔ مسجد میں پانی بھرتا، نماز کے لیے صفیں بچھاتا، اکثر جماعت کرواتا، بابا جان کی طبیعت ناساز ہوتی تو صبح سویرے اذان دیتا۔ اس کی آواز بے حد خوبصورت تھی۔ بابا جان کو اپنے ہاتھوں سے جوتے پہناتا۔

ایک مرتبہ بابا جان سخت بیمار ہو گئے، کسی دوا سے افاقہ نہ ہو رہا تھا، اور اس پر یہ مصیبت کہ عبدالرحمٰن بتائے بغیر نا جانے کہاں غائب تھا۔

''اپیا ویسے بہت ہی خود غرض اور مطلبی ہیں عبدالرحمٰن بھائی۔ بابا جان اتنے بیمار ہیں اور وہ غائب ہیں!'' میں نے اندر کا زہر اگلا۔

''بھئی بے چارے کو کوئی مجبوری ہوگی!'' اپیا نے اس کی حمایت کی۔

پھر اچانک ہی عبدالرحمٰن پھر سے واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں جڑی بوٹیاں تھیں۔

''مولوی صاحب! مٹی کی ہنڈیا ملے گی!'' وہ بولا۔

''زینب بھائی کو ہنڈیا لا کر دو!'' بابا جان نقاہت سے بولا۔ میں نے ہنڈیا لا کر دی۔ پھر اس نے ماچس مانگی میں بھاگی بھاگی لے کر آئی مگر توازن قائم نہ رہا اور میں گر پڑی اور ماچس بھی جا کر پانی میں گر گئی۔

''اوہ! اب کیا ہوگا اور تو کوئی ماچس نہیں ہے!'' میں گھبراتے ہوئے بولی۔

''اچھا تم جاؤ میں کچھ کرتا ہوں!'' عبدالرحمٰن معروف انداز میں بولا۔ میں چلی تو گئی مگر حسب عادت چپکے سے جھانکنے لگی پھر جو منظر میری آنکھوں نے دیکھا وہ ناقابل یقین تھا۔ عبدالرحمٰن نے اطمینان سے لکڑیوں پر ہاتھ رکھا اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی آگ بھڑک اٹھی میرا دل خوف سے کانپ اٹھا عبدالرحمٰن یوں کھڑا تھا جیسے یہ کوئی معمولی بات ہو۔ بابا جان کو دوا تیار کر کے دی گئی وہ یوں تندرست ہو گئے جیسے کبھی بیمار ہی نہ تھے۔ اپیا کو تمام واقعہ بتایا تو وہ فوراً چڑ گئیں۔

''زینب کیا بات ہے تم ہر وقت اسی پر کیوں غور کرتی ہو۔ بابا جان کو خبر ہوئی تو سخت خفا ہوں گیا۔'' اپیا تو سو گئیں مگر میں عبدالرحمٰن کی عجیب و غریب شخصیت پر غور کرتی رہی۔

☆......☆

اب وہ رفتہ رفتہ بابا جان کے منظور نظر شاگرد بن گئے۔ بابا جان ان پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ علاقے کے کچھ مالدار لوگ مسجد کے لیے کنواں کھدوانا چاہتے تھے مگر کام نہیں ہو پا رہا تھا۔ بہت سے مزدور لگے تھے مگر نا جانے کیا مسئلہ تھا بابا جان کہتے۔

''اگر عبدالرحمٰن ہوتا تو کبھی اتنی دیر نہ ہوتی!''

''اتنے لوگ مل کر کچھ نہ کر سکے تو دیا سلائی کیا کرے گی!'' میں نے عبدالرحمٰن کا مذاق اڑایا۔

کافی دنوں بعد عبدالرحمٰن واپس آیا تو بابا جان نے درپیش مسئلہ بیان کیا۔ عبدالرحمٰن نے فوراً کام شروع کروا دیا۔ مگر کھدائی کے دوران کوئی بھی نظر

نہیں آتا تھا۔
''ارے یہاں تو کوئی بھی کام کرتا نظر نہیں آرہا!'' اپیا نے میرے ساتھ کھڑکی میں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
دیکھا میں کہتی تھی نا کہ عبدالرحمٰن بھائی بہت عجیب وغریب انسان ہیں!'' میں فوراً بولی۔
عبدالرحمٰن کی شخصیت دن بدن عجیب تر ہوتی جارہی تھی۔
عبدالرحمٰن کی ڈیوٹی باباجان نے کھانا لانے کی لگائی تھی، دوپہر کو وہ ان کا کھانا لے کر جاتے تھے۔ اپیا ان سے مکمل پردہ کرتی تھیں۔
ایک دن اپیا عبدالرحمٰن کو کھانا پکڑارہی تھیں کہ اس دوران درمیان میں لگی چق گر گئی اپیا بغیر حجاب کے تھیں عبدالرحمٰن کی ان پر نظر پڑی...... وہ اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔ اپیا بے حد حسین تھیں۔ عبدالرحمٰن بھی ان کے حسن بے مثال کی تاب نہ لاسکا۔ اپیا گھبرا کر واپس پلٹی مگر عبدالرحمٰن ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔
''عبدالرحمٰن! کیا ہوگیا ہے۔ بجائے کہ اٹھا کر چق لگاؤ تم بت بنے کھڑے ہو!'' اماں نے اسے جھڑکا۔
اس دن کے بعد عبدالرحمٰن گم صم رہنے لگا تھا۔ ناجانے کون ساغم اس کے دل کو چمٹ گیا تھا۔

☆......☆

آسمان پر گہرے بادل چھائے تھے۔ میں بھی ضد کرکے اپیا کو ساتھ لیے چھت پر آگئی ٹھنڈی ہوا دل ودماغ کو سکون دے رہی تھی۔ میری نظر مسجد کی چھت پر پڑی جہاں عبدالرحمٰن لڑکوں کے ساتھ کھڑا کام کروارہا تھا۔ اس کی نظر بھی اچانک اپیا پر پڑی تو وہ دنیاومافیہا سے بیگانہ ہوکر دیکھتا جارہا تھا۔ میں نے چور نگاہوں سے اپیا کو دیکھا، وہ اس کی موجودگی سے بے خبر تھیں۔ میں اپیا سے باتیں کررہی تھی کہ اچانک تیز بگولہ ہماری طرف آیا۔ آنکھوں میں مٹی پڑنے کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کچھ دیر بعد جب طوفان تھما تو ہم دیکھنے کے قابل ہوئے تو عبدالرحمٰن ہمارے قریب کھڑا تھا۔
''ارے عبدالرحمٰن بھائی آپ؟'' میں انہیں اچانک قریب دیکھ کر حیران رہ گئی۔ اپیا نے دوپٹے سے اپنا چہرہ چھپالیا اور رخ موڑلیا عبدالرحمٰن صرف اپیا کی طرف متوجہ تھا۔

☆......☆

''شہربانو! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں!'' وہ اپیا کی جانب دیکھتا جارہا تھا۔ میں اس کی جرأت پر حیران رہ گئی۔
میں اور اپیا چراغ جلارہے تھے۔ بہت سخت اندھیرا ہورہا تھا یہ کام عبدالرحمٰن ہی کرتا تھا مگر آج مصروفیت کی بناپر وہ آنہ سکا تو میں اپیا کے ساتھ آگئی اپیا چہرہ حجاب میں چھپائے چراغ روشن کررہی تھیں۔ ناجانے کیسے وہاں عبدالرحمٰن بھی پہنچ گیا وہ ذرا فاصلے پر تھا جہاں کچھ اندھیرا سا تھا مگر میں باخبر تھی۔ اس کی محویت نے میرے شک کو یقین میں بدل دیا کہ اپیا کی محبت میں گرفتار ہوچکا ہے۔ وہ اپیا پر سے نظر نہیں ہٹارہا تھا۔ اس کی آنکھیں گویا ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ اسی اثنا میں جانے کب ایک چراغ پر اپیا کا دوپٹہ گرا اور آگ لگ گئی۔ میری تو چیخ نکل گئی اپیا بھی سخت گھبرا گئیں۔ عبدالرحمٰن تیزی سے ان کی طرف بڑھا اور دیکھتے ہی دیکھتے آگ بجھادی۔ اپیا روئے جارہی تھیں۔
''عبدالرحمٰن بھائی! آگ نے تو آپ کے ہاتھوں کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچایا!'' میں حیران ہوئی۔
''ارے آگ، آگ کو کیا نقصان پہنچائے گی!'' وہ یوں ہاتھ جھاڑرہے تھے جیسے مٹی جھاڑ رہے ہوں۔ ان کی بات پر باباجان کے چہرے پر شدید ناگواری آگئی۔ ابھی تو وہ تشکر آمیز نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ اب انہیں گھورنے لگے۔ عبدالرحمٰن نے فوراً بھاگ کر ان کے پیر پکڑ لیے۔
''مولوی صاحب! معاف کردیں غلطی سے منہ سے نکل گیا تھا!'' عبدالرحمٰن پشیمانی سے بولا۔
''کہا تھا نا کہ ہر دنیا کے اپنے اصول ہوتے ہیں مگر تم بھولتے جارہے ہو۔ آئندہ غلطی ہوئی تو تمہیں تمہاری دنیا کی طرف روانہ کردوں گا!'' باباجان غصے